

شخصیات

بابی جنرل

دوطرفہ تعلقات میں خوشگوار تبدیلی

لورنڈا کیز لونگ



بابی جنرل

امریکی

فماخندے بابی جنرل نے، ۱۳ سال کے بعد حال ہی میں اپنے والدین کے آبائی ملک کا دورہ کیا، تو یہ محسوس کیا کہ صرف گاڑیوں، عمارتوں، یا ان مقامات کی ہی، جہاں تعمیرات ہو رہی ہیں، تعداد نہیں بڑھی بلکہ عوام کے رویے بھی تبدیل ہوئے ہیں، ان کی منزلیں بھی بدلی ہیں۔

امریکی کانگریس کے ایک وفد کے دیگر ارکان کے ساتھ جنوری میں نئی دہلی اور راجستھان کے دورے کے دوران جنرل نے ”اپہین“ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ”آپ جب یہاں ہندوستانی ماہرین اور نوجوانوں سے بات کرتے ہیں تو آپ کو ایسی باتیں متعدد بار سننے کو ملتی ہیں کہ وہ لوگ اپنے ملک ہی میں رہ کر اپنے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کرنے کے خواہش مند ہیں۔ آپ ایسے بہت سے لوگوں کے بارے میں جانتے ہیں جو امریکہ اور دیگر ملکوں سے لوٹ کر واپس آنا اور یہیں رہ جانا چاہتے ہیں۔ ان میں سافٹ ویئر انجینئرز بھی ہیں، تجارت کرنے والے لوگ بھی، سرمایہ کاری اور دوسرے بھی۔ یہ لوگ یا تو نہیں سکونت گیر ہیں، یا کہیں باہر بھی گئے ہیں تو لوٹ کر وطن واپس آ جانا چاہتے ہیں۔“

انہوں نے کہا کہ وہ ۱۹۹۲ میں ہندوستان کے دورے پر آئے تھے اور تب سے اب تک کافی نمایاں تبدیلی ہوئی ہے۔ ”لوگ جب اپنی اہلیوں کی بات کرتے ہیں، اس کی بات کرتے ہیں کہ ان کا کیا کرنے کا ارادہ ہے، تو ایک تبدیلی نظر آتی ہے۔ پوری قوم میں ایک توانائی ہے۔ جو یقیناً بہت بڑے جوش ہے۔“

جنرل کا خیال ہے کہ ہندوستانیوں اور امریکیوں کے درمیان تعلقات میں بڑے جوش تبدیلیاں آرہی ہیں۔ صدر جارج ڈبلیو بوش اور امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس ہند امریکی تعلقات کا ذمہ داری پر اصطلاحوں میں کرتے ہیں ”ان کا کہنا ہے کہ یہ تعلقات اقدار پر مبنی تعلقات ہیں، جن میں جمہوریت اور کثرت پسندی کے قول و قرار کی حصہ داری ہے۔“

جنرل نے کہا ”اس کا کوئی تعلق شخصیتوں سے نہیں ہے۔ اس کا تعلق اس سے بھی نہیں ہے کہ وائٹ ہاؤس میں کون بیٹھا ہے۔ وزیر اعظم کے عہدے پر کون ہے۔ وائٹ ہاؤس میں کوئی ڈیموکریٹ ہو یا ری پبلکن، ہندوستان میں کانگریس کی حکومت ہو

یا بی جے پی کی، آپ کو ایسے تعلقات کی ضرورت ہے، جو کہ ان تفریقات سے بالاتر ہوں۔“

جنرل نے ابھر کے تیس برسوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ایک زمانہ تھا جب ایران اور ویٹے زیولا امریکہ کے دو قریب ترین اتحادی ممالک تھے۔ تو ان کی سپلائی کرنے والے انتہائی قابل اعتماد ممالک۔ اس وقت مشرقی یورپ کے ممالک سوویت بلاک میں اور امریکہ مخالف تھے۔ امریکہ اتنا تیز فہم ثابت ہوا کہ اس نے حکمتی اور عملی مقاصد کے تحت اپنے اتحادات تبدیل کئے۔ ہند امریکہ تعلقات کے بارے میں ان کے خیالات کی بنیاد عارضی مصلحت کوشی پر نہیں بلکہ جمہوریت اور انسانی حقوق کے قول و قرار پر ہے۔ ”آپ امریکہ کے بنائے ہوئے اتحادات پر نظر ڈالیں تو آپ دیکھ سکیں گے کہ اس کے اتحادات کئی کئی نسلیں گزار جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر امریکہ برطانیہ کی دوستی ہی لے لیں۔ اس استواری کا سبب یہ ہے کہ ان تعلقات کی بنیاد مشترکہ قدروں پر ہے۔ اس لئے جب صدر اور وزیر اعظم نے ان اصطلاحوں کا استعمال کیا تو میں بہت بڑے جوش ہو گیا۔ دونوں قوموں میں آپ اس کا اعتراف دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے درمیان کتنا کچھ مشترک ہے۔ اب یہ دونوں ممالک ایک دوسرے کو سرد جنگ کے منشور کے پیچھے سے اور دوسرے ملکوں کے منشور کے پیچھے سے نہیں دیکھتے۔“

اس کا ایک سبب یہ ہے کہ یہ تعلقات صرف سفارتکار اور سرکاری لیڈر نہیں بنا رہے ہیں بلکہ تجارتی رہنما اور دوسرے بھی اس کام میں شریک ہیں۔ جنرل نے ٹیشن گوئی کی ”صرف دو برس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ نہ صرف توانائی کے شعبہ میں ان دونوں ملکوں کے درمیان تعاون میں اضافہ ہوگا بلکہ تجارت میں ڈرامائی اضافہ ہوگا اور بین الاقوامی امور میں تعاون زیادہ سے زیادہ بڑھ سکے گا۔“ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ”دونوں ملکوں کے تعلقات اس نوعیت کے ہیں کہ ہم لوگ بعض مخصوص امور پر اختلاف رائے کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود اپنا اتحاد برقرار رکھ سکتے ہیں۔ ہندوستان جیسے امریکہ کے کئی اتحادی ہیں جو عراق کے سلسلے میں امریکہ کی پالیسی سے متفق نہیں ہیں مگر انہوں نے اپنے تعلقات منقطع نہیں کئے۔ ایسے میں تھوڑی دیر کے لئے ہوسکتا ہے کہ کوئی نقصان ہو جائے مگر

مجھے لگتا ہے کہ ہر کسی کو اس کا یقین ہے کہ آگے چل کر وہی تعلقات نہ صرف برقرار رہ جائیں گے بلکہ پھولیں پھولیں گے بھی۔“

جنرل امریکہ کی ریاست لوئی سیانا میں ایک ضلع کی نمائندگی کرتے ہیں جہاں چھینکوں کی صنعت نے ہندوستان، ویتنام، تھائی لینڈ اور دیگر ملکوں سے برآمد کئے گئے شرمپ پڑھ پیک مخالف ڈیوٹی لگانے کی تحریک چلائی اور کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ گذشتہ نومبر میں امریکہ میں واقع بین الاقوامی تجارت کمیشن نے اس ڈیوٹی کو برقرار رکھا۔ کمیشن نے رولنگ دی کہ ان ملکوں سے برآمد کئے جانے والے شرمپ بازار بھاؤ سے بھی کم میں بک جاتے ہیں جن سے امریکہ میں شرمپ شکاریوں کو نقصان ہو رہا ہے۔ ہندوستانی شرمپ شکاری اور کاشت کار کہتے ہیں کہ ان کے شرمپ بجاطور پر سستے ہیں کیونکہ ان کی پیداواری لاگت کم آتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ ڈیوٹی مقامی کاشتکاروں کو تحفظ دینے والی ڈیوٹی ہے۔

جنرل کا کہنا ہے کہ دونوں ملکوں میں شرمپ کے شکاریوں اور صنعت کاروں کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی میکانزم ہو، جس کو سامنے دیکھ کر دونوں ملکوں کے شرمپ شکاری یہ سمجھ سکیں کہ ایک منصفانہ اور غیر جانبدار نظام ہے، وہ لوگ حاشیہ کر سکتے ہیں، کسی اختلاف کو زیادہ بڑی تجارتی جنگ بننے سے روک سکتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ”یہ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات میں بڑھتی ہوئی چٹائی کا کمال ہے کہ اس طرح کا ایک تنازعہ موجود ہے مگر اس تنازعہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے، یہ زیادہ بڑے تعلقات پر حاوی نہیں آ رہا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو ہندوستان کے ساتھ بار بار ہوتا ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسا ہی جاپان اور درآمد شدہ گوشت کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ ایسا ہی شیمپین کا ٹیبل لگانے کے معاملہ میں فرانس کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کہیں بھی معمول کے تعلقات میں اس طرح کے چیلنجوں کا اندیشہ موجود رہتا ہے۔“

جنرل نے کہا کہ ”امریکی اور ہندوستانی ایک دوسرے کو جمہوریت کے فروغ، آزادی کے فروغ، انسانی حقوق کے احترام اور کھلی ہوئی منڈی پر مبنی معیشتوں کے لئے جدوجہد میں ساتھ دار سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مشترکہ اقدار کی بنیاد پر فروغ پانے والے تعلقات میں یہ تقریباً ناگزیر ہے۔“